جناب صاحب آپکا نمبر خریدارون مین ہے

99

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ہفتم لغایت دوازدہم — جلد شانزدہم

معہ

ضمیمۂ متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت سنہ ۱۳۱۰ و ۱۳۱۱ ہجری المقدس مطابق سنہ ۱۸۹۳ء

شرح قیمت بدستور

ضروری گذارشات

(۱) اس مجموعہ رسائل ستہ کے ۱۸۴ صفحہ مین کادیانی کے خطاب مین صرف چند صفحہ ہین۔ باقی پرانے عیسائیون کے جواب مین ہین۔ جنمین حضرت مسیح کی الوہیت اور تثلیث کا ایسا ابطال ہوا ہے کہ عیسائیون سے اسکے جواب مین کچھہ بن نہ آئیگا انشاء اللہ۔ جو خریدار کادیانی کے متعلق بحث سے سیر ہو چکے ہین وہ اس بحث جدید کو غور سے پڑہین۔ اس رسالہ مین آیندہ بہی وقتاً فوقتاً عیسائیون سے تخاطب ہوا کریگا۔ انکے بعد آریون سے۔ انشاء اللہ تعالے۔

(۲) جن مضامین (بقیہ سود و لاٹری تعلیم مسلمانان شجرۃ الاسلام) کا گذشتہ اشاعت مین وعدہ کیا گیا تھا۔ ان مسائل کے لئے عیسائیون کی بحث نے جگہہ نہ چہوڑی وہ مضامین آئندہ اشاعت مین درج ہونگے انشاء اللہ تعالے۔

(۳) اشاعۃ السنۃ کے مطالبہ باقیات کے لئے ہمیشہ خطوط نویسی کرنی پڑتی ہے جس سے مال اور وقت دونو کی اضاعت ہوتی ہے۔ لہذا بجائے اسکے فہرست باقیات شائع کی گئی ہے۔ اور آیندہ بہی ہر سہ ماہی یا ششماہی مین ہوا کریگی۔ اسمین بلا طلب و تقاضا دینے والون اور مطالبہ کے شائقون سب کا حساب درج کیا گیا ہے ہر شخص اپنے مقام سے اپنا نام پہچان کر حساب بیباق کرے۔ اور جس مقام مین متعدد اشخاص ہون ان کو بذریعہ کارڈ۔ یا صفحہ اول رسالہ مین انکا نمبر بتا کر نام جتایا جائیگا۔ مہربان خریدار "حساب دوستان در دل" پر عمل کرین۔ اور پہر خط کتابت کی ضرورت نہونے دین ✱ ابو سعید محمد حسین۔ بٹالہ [illegible] گورداسپور

فہرست مضامین نمبر لغایت

(۱) فہرست باقیات
(۲) موقوفی جنگ کا اعلان
(۳) تہذیب الاخلاق جدید کیطرف اہل اسلام کی توجہ کی ضرورت
(۴) عیسائیون کی باہمی جنگ پر اسلامی رائے
(۵) محمدیون کے مقابلہ سے عیسائیونکی گریز۔
(۶) کادیان کی نئی چال کا مآل
(۷) دجالین قادیان کی اور نئی چالین

ضروری تصحیح غلطی

۲۱۵ س ۷ مین مفصل کو مطول پڑہو۔ اور ص ۲۲۰ س ۹ مین ۱۹ کو ۲۱۹ پڑہو اور س ۱۶ مین نبیون کو مسیح پڑہو

اسلامیہ پریس لاہور مین چھپا

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

فہرست باقیات رسالہ و ضمیمہ اشاعۃ السنۃ لغایت اخیر دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء

نمبر شمار	مقام	رقم	بابت	نمبر رسید	نمبر شمار	مقام	رقم	بابت	نمبر رسید
۵	ورور ضلع چاندہ	سے ر	رسالہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۹ سنہ ۹۴ء	۶۴	داناپور	صعہ	رسالہ سنہ ۸۹ء سے سنہ ۹۳ء	نمبر ۸۳ سنہ ۸۹ء
۱۵	بریلی	عہ ر ۸ر	رسالہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۵۸ سنہ ۹۳ء	۶۷	دودہ	۲ر	نصف اگست سنہ ۹۲ء سے دسمبر سنہ ۹۳ء	نمبر ۱۲۳ سنہ ۹۳ء
۱۶	منی مزرعہ	سے ر	؍؍	نمبر ۴۶ سنہ ۹۳ء					
۱۷	اکبرپور	سے ۸ر	رسالہ و ضمیمہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۶ سنہ ۹۴ء	۶۹	لاہور	لوعہ	رسالہ دسمبر سنہ ۹۴ء سے دسمبر سنہ ۹۵ء و ضمیمہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۳۹ سنہ ۹۵ء
۲۰	بمبئی	۱۲ر	ضمیمہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۲ سنہ ۹۴ء					
۲۱	بہوپال	۱۲ عہ	رسالہ و ضمیمہ سنہ ۹۰ء سے سنہ ۹۳ء	نمبر ۸۶ سنہ ۸۸ء	۷۲	پشاور چھاونی	عہ	رسالہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۲۰ سنہ ۹۵ء
۳۰	پٹنہ	عہ	رسالہ سنہ ۸۹ء سے سنہ ۹۳ء	نمبر ۲۳ سنہ ۹۰ء	۷۶	رنگون	لہ عہ	رسالہ سنہ ۹۰ء سے دسمبر سنہ ۹۳ء	نمبر ۱۳۴ سنہ ۹۲ء
۲۳	پشاور	عہ	رسالہ سنہ ۹۲ و ۹۳ء	نمبر ۷۵ سنہ ۹۳ء					
۳۵	؍؍	سے ر	رسالہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۶۰ سنہ ۹۳ء	۷۷	راجمندری	لعہ ۴ر	رسالہ اپریل سنہ ۸۸ء سے اپریل سنہ ۹۱ء	نمبر ۵۷ سنہ ۸۹ء
۳۷	پٹیالہ	۱۲ر	ضمیمہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۳۲ سنہ ۹۵ء					
۳۸	؍؍	عہ ۱۲ر	رسالہ جون سنہ ۹۳ء سے دسمبر سنہ ۹۳ء	نمبر ۵۳ سنہ ۹۵ء	۸۰	سکھر	سے ر	سنہ ۹۲ و ۹۳ء	نمبر ۵۳ سنہ ۹۰ء
۴۱	جالیسر	سے ر	رسالہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۱۲۰ سنہ ۹۳ء	۹۵	عدن عرب	للعہ ر	رسالہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۲۸ سنہ ۹۴ء
۴۲	جگاہدری	سے ۸ر	رسالہ فروری سنہ ۹۳ء سے ضمیمہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۱۸ سنہ ۹۵ء	۹۷	فریدآباد	ہسہ	رسالہ مارچ سنہ ۸۸ء سے اپریل سنہ ۹۱ء	نمبر ۷ سنہ ۸۸ء
۴۳	جہالراپاٹن	لوعہ ۴ر	ضمیمہ سنہ ۹۰ء سے رسالہ نصف فروری سنہ ۹۰ء	نمبر ۴۶ سنہ ۹۰ء					
۴۶	کرنال	سے ر	رسالہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۱۱۶ سنہ ۹۳ء	۱۰۰	رعیہ	صر	رسالہ سنہ ۹۳ء سے دسمبر سنہ ۹۳ء	نمبر ۵۴ سنہ ۹۴ء
۵۱	چھپرہ	صعہ	رسالہ و ضمیمہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۱۱۲ سنہ ۹۲ء	۱۰۵	کولار	ہ	رسالہ سنہ ۸۹ء سے دسمبر سنہ ۹۳ء	نمبر ۱۴ سنہ ۹۰ء
۵۴	چھاونی شاہجہانپور	عہ	رسالہ اپریل سنہ ۹۲ء سے دسمبر سنہ ۹۳ء	نمبر ۷۴ سنہ ۹۳ء					
۶۲	ڈیانوان	۸ر	رسالہ و ضمیمہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۱۱۹ سنہ ۹۳ء	۱۰۶	کوچین ملیبار	سے ر	رسالہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۵ سنہ ۹۴ء
۶۰	دتاولی	للعہ	رسالہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۳۲ سنہ ۹۴ء	۱۰۸	ایلور گوداوری	معہ	رسالہ سنہ ۸۹ء سے اپریل سنہ ۹۱ء	نمبر ۹۷ سنہ ۸۹ء

نمبر شمار	مقام	رقم	بابت	نمبر رسید	نمبر شمار	مقام	رقم	بابت	نمبر رسید
۱۱۳	حیدرآباد دکن	عـ عـه	رسالہ سنہ ۹۲ء و سنہ ۹۳ء	نمبر ۷۱ سنہ ۹۴ء	۱۶۲	ساگر	معہ ۸ر	ضمیمہ و رسالہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۵۹ سنہ ۹۳ء
۱۱۷	ہرن پور	۲ر سے ر	رسالہ سنہ ۹۲ و ۹۳ء	نمبر ۸۷ سنہ ۹۳ء	۱۶۳	ناگپور	۱۲ر سے ر	رسالہ و ضمیمہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۹۴ سنہ ۹۳ء
۱۱۹	لودہانہ	لو عـه	رسالہ جون سنہ ۹۳ء سے ضمیمہ ستمبر سنہ ۸۹ء	نمبر ۱۷ سنہ ۹۵ء	۱۶۴	ناہن	سے ر	رسالہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۴۸ سنہ ۹۴ء
۱۲۰	روپڑ	۵ عـه	رسالہ و ضمیمہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۴۸ سنہ ۹۳ء	۱۷۰	کلکتہ	سے ر	رسالہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۶ سنہ ۹۵ء
۱۲۲	لاہور	عـ عـه	رسالہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۷۷ سنہ ۹۴ء	۱۷۴	"	للعہ	رسالہ ستمبر سنہ ۹۲ء سے دسمبر سنہ ۹۳ء	نمبر ۷ سنہ ۹۵ء
۱۲۹	بہاولپور	عـ عـه	رسالہ ستمبر سنہ ۹۲ء سے دسمبر سنہ ۹۳ء و ضمیمہ سنہ ۹۲ و ۹۳ء	نمبر ۴۶ سنہ ۹۵ء	۱۸۲	گورداسپور	۴ر سے ر	رسالہ دسمبر سنہ ۹۲ء سے دسمبر سنہ ۹۳ء	نمبر ۱۲۱ سنہ ۹۳ء
۱۲۶	لاہور	عـ عـه	رسالہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۱۳ سنہ ۹۵ء	۱۸۸	شجاع آباد	للعہ	رسالہ سنہ ۹۲ء سے ۹۳ء	نمبر ۳۸ سنہ ۹۳ء
۱۴۰	"	سے ر	رسالہ جولائی سنہ ۹۳ء سے دسمبر سنہ ۹۳ء	نمبر ۲۲ سنہ ۹۵ء	۱۹۴	لودہانہ	سے ر	رسالہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۱۰۱ سنہ ۹۳ء
۱۴۹	مظفرگڈہ	۵ عـه	رسالہ و ضمیمہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۶۱ سنہ ۹۳ء	۲۰۶	مامونوالی	سے ر	رسالہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۳۵ سنہ ۹۵ء
۱۵۲	مالیرکوٹلہ	۱۲ر سے ر	رسالہ و ضمیمہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۴۰ سنہ ۹۳ء	۲۰۷	راولپنڈی	سے ر	رسالہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۷۸ سنہ ۹۳ء
۱۵۶	مانک پور	۱۲ر عـه	رسالہ جون سنہ ۸۹ء سے دسمبر سنہ ۹۳ء	نمبر ۴۵ سنہ ۹۳ء	۲۰۸	بہاولپور	معہ عـه	رسالہ سنہ ۹۲ء	نمبر ۳۷ سنہ ۹۵ء
۱۵۸	مولیانوالی	۷ر سے ر	رسالہ نصف نومبر سنہ ۹۲ء سے سنہ ۹۳ء و ضمیمہ	نمبر ۱۱۷ سنہ ۹۳ء	۲۱۴	قصور	سے ر	رسالہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۱۹ سنہ ۹۵ء
					۲۱۵	گورداسپور	لعہ ۸ر	رسالہ اکتوبر سنہ ۹۰ء سے دسمبر سنہ ۹۳ء	نمبر ۵۰ سنہ ۹۵ء
					۲۱۷	سیالکوٹ	سے ر	رسالہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۲۸ سنہ ۹۵ء
					۲۷۰	جاجوپور علاقہ پسرور	للعہ	رسالہ ستمبر سنہ ۹۲ء سے دسمبر سنہ ۹۳ء	نمبر ۹۰ سنہ ۹۳ء
					۲۲۲	گیا	سے ر	رسالہ ستمبر سنہ ۹۲ء سے دسمبر سنہ ۹۳ء	نمبر ۶۲ سنہ ۹۳ء

نمبر شمار	نام خریدار	نمبر رسید	نام مقام	ضلع	تاریخ	نمبر شمار	نمبر رسید	نام خریدار	نام مقام
نمبر ۹۷ سنہ ۹۳ء	رسالہ سنہ ۹۳ء	۲۴۱	خانقاہ ڈوگران	۱۷ء ۵	رسالہ سنہ ۹۲ء	نمبر ۶۹ سنہ ۹۳ء	۲۲۵	کپور تہلہ	
نمبر ۱۱۴ سنہ ۹۳ء	۱۰ اپریل سنہ ۹۱ء سے دسمبر سنہ ۹۳ء	۲۴۵	دیال پور	سرحد ۴ھ					
نمبر ۲۷ سنہ ۹۴ء	رسالہ سنہ ۹۳ء	۲۵۲	حیدر آباد دکن	۱۷ء	رسالہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۲۴ سنہ ۹۵ء	۲۳۰	سوجانپور	عطار
نمبر ۳ سنہ ۹۳ء	رسالہ سنہ ۹۳ء	۲۵۵	حصار	۱۷ء	رسالہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۱۱ سنہ ۹۵ء	۲۳۱	سیالکوٹ	۱۷ء
نمبر ۱۵ سنہ ۹۵ء	رسالہ سنہ ۹۳ء	۲۵۶	رسولپور	۱۷ء	رسالہ سنہ ۹۳ء	نمبر ۶۳ سنہ ۹۴ء	۲۳۶	بگھانہ	۱۷ء ۵

خریداران اس حساب کو رسیدون سے جو انکے پاس ہین ملاوین اسمین کوئی غلطی یا وین تو اس سے اطلاع دین

(۲) بعض خریدارون کا حساب عمداً بعض وجوہات سے درج نہین گیا کیا وہ پہر بہی۔

موقوفی جنگ کا اعلان

کادیانی صاحب اجار سال کا مل ہماری آپکی جنگ رہی۔ اب ہم اپنے اور دیگر مسلمانون کے خیال سے آپکا کام تمام کر چکے ہین۔ اور آیندہ آپسے جنگ نہین چاہتے۔ اب ہمکو پرانے عیسایون اور آریون اور اگر مسلمان مدد دین تو تہذیب اخلاق جدید کے مقابلے کی مہم درپیش ہے۔ آیندہ آپ ہمکو مخاطب نہ کرین گے تو ہم بہی آپکو مخاطب نکرین گے۔ آپ سکہون آریون اور عیسایون کو مخاطب کر کے ٹہکے کماوین مسلمانون سے چھیڑ چہاڑ چہوڑ دین۔ آپ اس امر کو نہ مانین گے تو پہر جنگ قائم رہے گی۔ اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ ٭ اگر جنگ جوئی ندارم درنگ ٭

تہذیب اخلاق جدید کی طرف توجہ اہل اسلام کی ضرورت

قدیم مسلمانو! ابرا نے اصول و عقاید اسلام کے حامیو! کچہہ خبر ہی ہے؟ کہ تہذیب الاخلاق ایک سال سے پہر جاری ہے۔ اور اب وہ بیدہڑک و بلا خوف مزاحمت اصول و عقائد قدیمہ اسلام کا خلاف کر رہا ہے۔ کیا آپ لوگون کی اسلامی غیرت اور دینی حمیت اجازت دیتی ہے؟ کہ آپ لوگ ساکت ہو رہین۔ اور اسکے مقابلے مین کچہہ نہ بولین اگر نہین تو پہر فرماوین کہ اس وقت بجز اشاعۃ السنہ کون ہے کہ اوس کے مقابلے مین قلم اوٹھاوے اگر کوئی ہے تو ہم

آئندہ سال سرب امید ہے اس مقابلے سے ناخوش نہونگے بلکہ سب سے پہلے اشاعۃ السنہ کو چندے سے مدد دین گے۔ کیونکہ یہ مقابلہ بطرز سابق تہی صحافانہ نہ ہوگا بلکہ دوستانہ۔ جیسے کہ مولوی مہدیعلی صاحب آجکل کر رہے ہین۔

مضمون سوم

از سلسلہ مضامین نمبر ۵ وغیرہ جلد (۱۵)

عیسائیوں کی باہمی جنگ مقدس

پر

اسلامی رائے

اِس جنگ کے متعلق ایک مختصر رائے ہم اِس جنگ کے واقع ہونے سے پہلے ظاہر کر چکے ہیں اور ایک مفصّل اب ظاہر کرتے ہیں۔ ہر چند وہ مختصر رائے وقوع جنگ سے پہلے چھپ چکے تھے مگر اہل اسلام امرتسر کی (جنکے اہتمام میں وہ رائے چھپی تھی) غفلت سے وہ عام طور پر پبلک میں شائع نہیں ہو سکی صرف خاص خاص لوگوں میں اُسکی اشاعت ہوئی اور کادیانی کے پاس بھی اِسکی ایک کاپی اُسکے ایک حواری کے ہاتھ بھیجی گئی۔ اور چونکہ وہ رائے باوجود وقت اشاعت گذر جانے کے اب بھی کئی فوائد پہنچا سکتی ہے (۱) اِس سے کادیانی کی غرض مباحثہ مسلمانوں کو معلوم ہوگی۔ (۲) اِس مباحثہ کے جس نتیجہ سے اُس میں پیشگوئی کی گئی تھی اُسکی مسلمانوں کو اب تصدیق ہوگی تو وہ رائے اور اُسکی پیشگوئی وقعت کی نگاہ سے دیکھی جائیگی۔ (۳) اس سے کئی مسلمانان دام افتادگان کادیانی کو اُسکے دام سے مخلصی حاصل ہوگی۔ (۴) کذاب کادیانی کے اشتہار مبلغ پانچہزار روپیہ مندرجہ صفحہ ۱۱۶ رسالہ الحق نمبر ۲ جلد ۲ کی یہہ دروغگوئی کہ وہ مختصر رائے مسلمانوں کی لعنت ملامت کے باعث شائع ہونے سے روکی گئی تھی اور اُسکے ایک خلیفہ کاذب حامد سیالکوٹی کی صفحہ ۴ فوٹو جنگ مقدّس کے یہہ دروغگوئی کہ اِس مختصر رائے کی اشاعت مولوی صاحب کو اِسلئے ملتوی کرنی پڑی تھی۔ کہ بحث زور شور سے ہو پڑی تھی مسلمانوں پر ظاہر ہوگی۔ اور یہہ بات بثوت کو پہنچیگی کہ وہ اشاعت کارکنوں کی غفلت سے ملتوی ہوئی تھی۔ راقم کو اُسکا التوا.....

پسند ہوتا اور اس التوا میں وہ فائدہ دیکھتا تو اب اسکی اشاعت رسالہ میں کیوں کرتا (۵) کادیانی کی اشتہار پانچہزار روپیہ مطبوعہ ۱۷ مارچ ۱۸۹۴ء کی یہ دروغگوئی کہ وہ اشتہار (یہ مختصر رائے) مسلمانوں کے لعن طعن کی باعث سے شایع ہونیسے رک گیا۔ مسلمانوں پر ظاہر ہوگی اور یہ بات ثابت ہوگی کہ اس التوا کا باعث لعن طعن ہوتا تو اب اس رائے کو کیوں شایع کیا جاتا۔ وعلی ہذا القیاس اور فوائد ہیں۔ لہذا اس مختصر رائے کا اس مقام میں نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور بعض حضرات کے پاس اصل سابق مطبوعہ پرچہ بہی ارسال کیا جائیگا۔ تاکہ ان کو معلوم ہو کہ جو اس میں پیشگوئی کی گئی ہے وہ کادیانی کی طرح بعد الوقوع نہیں کی گئی۔

وہ

مختصر رائے

یہ ہے

پرانے عیسائیوں (حضرت عیسیٰ مسیح صادق علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیروان) اور نئے عیسائیوں[1] (عیسیٰ مسیح کاذب دجال کادیانی علیہ مایستحقہ کے متبعان) میں ایک مقدس جنگ (مذہبی مباحثہ) قرار پائی ہے (جسکا ذکر قدیم عیسائیوں کے اخبار نور افشاں اور جدید عیسائیوں کے رسالہ حجت میں چھپکر مشتہر ہوا ہے) مگر مسیح کاذب اپنی عادت قدیم دروغ گوئی وحیلہ جوئی سے جو گریز کے لئے اس کے استاذ وملہم (معلم الملکوت) نے اسکو سکھا رکھی ہے جنگ کے لئے ایک ایسی مشکل شرط مباہلے کی پیچ لگادی جس سے وہ جنگ ہوتی ہوتی رہ گئی[2] لہذا اب ہم کو حاجت نہیں رہی

---

[1] مرزائیوں کو عیسائی کہنے کی ایک وجہ یہ بہی ہے کہ یہ غلام احمد کادیانی کو ابن اللہ کہتے ہیں جیسے قدیم عیسائی حضرت مسیح کو ابن اللہ کہتے ہیں اور یہ عیسائیوں کی طرح ایک قسم کی تثلیث اور فدیہ کے بھی قائل ہیں گو انکے انکے تثلیث وکفارہ میں کسی قدر فرق ہے +

[2] جس عذر سے (پرانے عیسائیوں نے اس جنگ کو موقوف کرنا چاہا تہا اسکا بیان صفحہ ۲۷۶ نمبر ۱۱ جلد ۱۵ میں ہے اس عذر کا جواب کادیانی نے پرانے عیسائیوں کو وہ دیا تہا جو صفحہ ۲۷۷ نمبر ۱۱ جلد ۱۵ میں منقول ہے اسپر پرانے عیسائیوں نے چشم پوشی کی اور کادیانی کو ایک فرضی طور پر مسلمان قرار دیکر اس سے جنگ منظور کرلی اسباب

کہ اس جنگ کے متعلق زیادہ خامہ فرسائی کریں۔ ہاں آئندہ اس جنگ کے وقوع کے احتمال و خیال سے دو باتیں ایک تو مسلمانوں کو اور دوسری عیسائیوں کو کہدینا اپنا فرض سمجھتے ہیں +

مسلمانوں کو یہ بات کہ اس جنگ میں (اگر آئندہ بہ تسلیم شرط مباہلہ یہ وقوع میں آوے) کوئی مسلمان شریک نہ ہو۔ جو مسلمان اس میں کادیانی کا طرفدار ہو کر شریک ہوگا۔ اُسکو عیسائیوں سے ضرور شرمندہ ہونا پڑیگا اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر صرف مسائل اختلافیہ مابین اہل اسلام و فرقہ نصرانیہ میں گفتگو ہوتی تو اس وجہ سے کہ اسلام کے اصول و مسائل غالب اور حق ہیں اور الاسلام یعلو ولا یعلیٰ

میں ڈاکٹر کلارک کا ایک خط نور افشان ۲ جون ۱۸۹۳ء میں جو شائع ہوا ہے اُس کی نقل یہ ہے +

"مشفق مہربان مرزا صاحب

بعد ما وجب واضح ہو کہ۔ آپکا خط پہنچا۔ چونکہ اس امر کی ہمیں کچھ پروا نہیں کہ۔ آیا آپ کافر ہیں یا جنہوں نے آپکو دائرہ اسلام سے خارج ٹھہرایا وہ کافر ہیں۔ یہ آپ کے گھر کی باتیں ہیں۔ آپ جانیں اور وہ جانیں۔ فریقین میں سے کون غلطی پر ہیں۔ اسکا فیصلہ ہمارے ذمہ نہیں۔ لیکن چونکہ اسلام کے بڑے مستند علماء و اراکین دین آپ کو نہ کسی فرقہ محمدی سے پر دائرہ اسلام سے ہی۔ جس میں کل فرقے شامل ہیں خارج کرتے ہیں + آپ پر خوب روشن ہوگا کہ۔ اس حالت میں آپ اسلام کیطرف سے پیشوا ہو کر اس مباحثہ میں نہیں آسکتے + جنڈیالہ کے محمدیوں نے آپکو پیش کیا جیسی اُنکی عقل ہے۔ آپ خوب جانتے ہیں۔ چنانچہ آپ خود بھی لکھ چکے ہیں + **خلاصہ** ان ساری باتوں کا یہ ہے کہ۔ اگرچہ شرط آپسے پوری نہیں ہو سکتی۔ اور الہام تو دور کنار۔ اتنے ہی میں بموجب ان شرائط کے ہم آپ کو شکست یافتہ تصور کر سکتے ہیں۔ اور اہل اسلام کی طرف سے میں آپکو قبول بھی نہیں کر سکتا۔ تاہم جس حال میں آپ اپنے آپکو محمدی قرار دیکر مباحثہ پر آمادہ ہیں۔ اور قرآن کی رو سے کلام کرینگے۔ تو خاطر خواہ آویں اور مباحثہ ضرور ہووے +

راقم (ڈاکٹر) ایچ۔ ایم۔ کلارک میڈیکل مشنری امرتسر

اور ڈپٹی عبد اللہ آتھم کا کادیانی کو مسلمان فرض کرنا اشتہار تقریر مباحثہ میں ہوا ہے اصل مباحثہ دیکھو

جچا ہوا کلیہ ہے نہ اس وجہ سے کہ کادیانی کی تقریر یا تحریر میں برکت و لیاقت ہے ممکن و متوقع تھا کہ نئے عیسائیوں کو پرانے عیسائیوں پر فتح ہوتی اور اسکے ذریعہ سے اسلام اور مسلمانوں کو بحکم حدیث اِنَّ اللّٰہَ یؤید الدین بالرجل الفاجر مدد پہنچتی۔ مگر مشکل یہ ہے کہ مسیح کاذب نے اس گفتگو کے ساتھ مباہلہ کی پخ لگادی ہے اور یہ امر کہ کادیانی کے ہاتھ سے نشان آسمانی ظاہر ہو ایسا ناممکن ہے جیسا سوئی کے سوراخ سے اونٹ کا نکل جانا عادۃً ناممکن ہے۔ لہٰذا وہ فتح بھی ناممکن ہے اور اس سے اُن مسلمانوں کو جو کادیانی کے طرفدار ہو کر شامل مباہلہ ہونگے ندامت اُٹھانا ایک لازمی و لابدی امر ہے۔

اس امر کی دلیل کہ کادیانی کا نشان آسمانی دکھانا ناممکن ہے محتاج بیان نہیں ہے۔ کیوں کہ مسلمان یقین رکھتے ہیں اور کادیانی نے بھی اس یقین کو ظاہر کیا اور مان لیا ہے۔ کہ اسوقت آسمانی نشان بجز اہل اسلام کوئی دکھا نہیں سکتا۔ اور یہ بات باتفاق جمہور علماء پنجاب و ہندوستان مسلّم ہو چکی ہے کہ کادیانی مسلمان نہیں ہے بلکہ وہ ملحد و مرتد زندیق اور دایرہ اہل اسلام سے خارج ہے تو پھر مسلمانوں کے اعتقاد میں اُسکا نشان آسمانی دکھانا کیونکر ممکن ہے۔ ؟

جو مسلمان کادیانی کے عقاید سے ناواقف ہونیکی وجہ سے اُسکو مسلمان جانتے ہیں وہ اس اتفاقی دلیل کو نہ مانیں تو اُنکے لئے یہ دلیل تسلّی بخش ہے کہ اگر کادیانی کے پاس آسمانی نشان دکھانے کی طاقت ہوتی تو اسوقت تک وہ آسمانی نشان دکھا کر ہزاروں بلکہ لاکھوں ہندوں۔ عیسائیوں وغیرہ کو مسلمان کر لیتا۔ اور نہیں تو ڈاکٹر جگن ناتھ ملازم ریاست جموں جیسے مدعیان تسلیم و تصدیق کو ہی نشان دکھا کر اسلام میں لاتا۔ اس سے یہ امر آجتک نہیں ہوا۔ تو اس سے صاف ثابت ہے کہ اُسکے پاس نشان آسمانی کی طاقت نہیں۔ جو جوہر ہے وہ صرف لفّاظی۔ حیلہ سازی۔ دھوکہ بازی۔ افترا پردازی ہے۔ دیگر ہیچ ✣

اس دلیل میں بھی اُن مسلمانوں کو شک ہے تو وہ پہلے کادیانی کا کوئی نشان آسمانی جو اس سے پہلے جو وہ دکھا چکا ہو ہم مسلمانوں پر ظاہر کریں اسکے بعد وہ کادیانی کے طرفدار ہو کر عیسائیوں

سے مباہلہ و مقابلہ کے مدعی نہیں۔ مسلمان اُسکے سابق نشانوں کو نہ مانینگے۔ تو آیندہ وہ عیسائیوں کو کیوں کر نشان دکھا سکیگا۔ وہ مسلمان ہماری اس دلیل و سوال پر غور کرتے وقت اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ غایت ۸ جلد ۱۵ کو جسمیں اُسکے سابق نشانات پر بحث کی گئی ہے ملاحظہ کرینگے۔ تو امید ہے کہ اس دلیل کو حق جانکر ہمارے سوال کے جواب میں یہی کہینگے کہ کادیانی نے آجتک کوئی نشان نہیں دکھایا اور نہ آیندہ وہ دکھا سکتا ہے۔

عیسائیوں کو جو بات ہمنے کہنی تھی وہ بات بغیر ہماری ہدایت[۱] یا اشارہ کے ڈاکٹر ایچ۔ ایم کلارک مڈیکل مشنری امرت سر نے اپنے ایک مطبوعہ خط اسمی کادیانی میں کہدی ہے کہ

---

[۱] اسمیں کادیانی اور اُسکے حواریوں کی اِس تہمت کے ردّ و جواب کی طرف اشارہ ہے۔ جو وہ کہہ رہے ہیں کہ پادریوں کو ابو سعید محمد حسین نے کہکر یہ مباحثہ موقوف کرایا ہے۔ کذاب کادیانی کے خلیفہ کاذب حامد سیالکوٹی فوٹو جنگ مقدس صفحہ ۴ میں لکھتے ہیں۔ افسوس سے اِس بات کا بھی اظہار کیا جاتا ہے کہ اِس بحث کے ملتوی ہوجانے اور بے اثر ثابت ہونے میں بہت سا حصہ شیخ بٹالوی نے بھی لیا اور جہاں تک ہوسکا عیسائیوں کے ساتھ اِس بحث کے ہونے اور اسلام کی حقانیت ظہور پانے میں اُنہوں نے روک مقام کی۔ اِس پر ہم یہہ کہنا بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ کادیانی اور اُسکے حواری اپنے خیال و مقال میں سچے ہیں تو اسپر بیش باد کہیں۔ اور نعرہ آمین پکاریں۔ اور اگر خلیفہ حامد صاحب کہیں۔ کہ اگر تم نے اِس بحث کے ملتوی ہوجانے میں حصہ نہیں لیا۔ تو پھر اس بحث کے ملتوی ہوجانے کی خوشی میں وہ دو ورقہ (یہی مختصر رائے) کیوں چھپوایا۔ اِسکے جواب میں ہم پھر وہی کلمہ کہتے ہیں لعنت اللہ علی الکاذبین اِس دو ورقہ میں نہ موقوفی بحث کی صلاح دیگئی ہے اور نہ موقوفی پر مسرت ظاہر کی گئی ہے اِسمیں تو صرف دو باتیں ایک مسلمانوں کو ایک پادریوں کو کہی گئی ہیں جو متن میں مشرح ہیں پادریوں کو جو.....

کہ کادیانی صاحب آپ باتفاق میجارٹی اہل اسلام دائرہ اسلام سے خارج کئے گئے ہیں۔ لہذا آپ سے مباحثہ کرنا محمدیوں سے مباحثہ متصور نہ ہوگا۔ اور نہ آپ پر الزام مسلمانوں پر الزام سمجھا جاویگا کوئی محمدی (مسلمان) مباحثہ کرے تو ہم اُس سے مباحثہ کرینگے" اور یہ بات بھی اس مباحثہ کی موقوفی کا ایک سبب بن گئی ہے +

پادریصاحب کے اس بات کے کہنے پر بعض اسلام کے نادان دوست اور کادیانی کی حقیقت سے ناواقف ہم پر یہ اعتراض کر رہے ہیں کہ اشاعۃ السنۃ کی سعی و کوشش سے کادیانی اسلام سے خارج تصور کیا گیا تو پادریوں کو یہ بات کہنے کا موقع ملا۔ اور یہ کہکر اُنہوں نے کادیانی سے اپنا پیچھا چھوڑایا۔ یہ امر اشاعۃ السنۃ سے وقوع میں نہ آتا۔ تو کادیانی جیسا کیسا تھا آج مسلمانوں کے کام آتا۔ پادریوں سے اُن کو بچاتا۔ اسلام کی لاج رکھ لیتا۔ جیسا کہ پہلے سالہا سال سے مخالفین اسلام سے وہ مقابلہ کر رہا ہے خواہ اپنی ذات سے وہ کافر و ملحد ہی کیوں نہ ہو۔ اب اس کے سوا اور کون ہے جو اس وقت پادریوں سے مقابلہ کرے اور مسلمانوں کی عزت رکھے +

اِس کا جواب یہ ہے کہ اے میرے بھولے بھالے بھائیو! اسلام کے نادان دوستو!

بات کہی ہے وہ صرف یہ کہ کادیانی مسلمان اور مسلمانوں کا وکیل نہیں ہے لہذا اس بحث میں جو الزام اس پر قائم ہوگا وہ مسلمانوں پر الزام نہ سمجھا جائیگا جسکا خلاصہ و مقصود صرف اتنا ہے کہ کادیانی سے بحث شوق و ذوق سے کرو مگر اسکو مسلمان سمجھکر اسکے الزام کو مسلمانوں کا الزام قرار نہ دو۔ سو اس مقصود کو ڈاکٹر کلارک صاحب نے اپنے اس خط میں جو صفحہ ، میں منقول ہے بخوبی سمجھ لیا اور اسکو خارج از اہل اسلام تسلیم کرکے اور صرف فرضی طور پر مسلمان قرار دیکر اس سے مباہلہ منظور کیا جسکا نتیجہ مفید بحق اہل اسلام یہ نکل رہا ہے کہ اب جو پادری کادیانی پر فتح کا فخر کر رہے ہیں یہ فخر بمقابلہ اہل اسلام متصور نہیں ہو سکتا +

کادیانی نے ابتدا سے آجتک اسلام اور مسلمانوں کی کیا مدد کی ہے کہ آئندہ اس سے امید ہو سکے کس کس مخالف اسلام سے اس نے مباحثہ کرکے اُس پر فتح نمایاں پائی کس اصول مخالفین اسلام پر اس نے پوری بحث کرکے اُس کی بیخ کنی کی ہے۔ کونسی کتاب میں اس نے اسلام کی پوری تائید کی ہے کتاب براہین احمدیہ میں اُس نے بیان تین سو دلائل حقیقت اسلام کا جھوٹا وعدہ دیکر اور خلاف واقع طمع دلاکر دس ہزار سے زائد روپیہ مسلمانوں کا کھینچا اور خورد بُرد کیا اور اُس کتاب میں ایک دلیل بھی پوری بیان نہ کی اور نہ دس برس کے عرصے میں کتاب چھپوائی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب اور اُس کے دلائل ہنوز در بطن شاعر کا مصداق ہیں +

سُرمہ چشم آریہ میں ایک آریہ سے مباحثہ کرکے دو پرچوں میں اُس کو محدود کر دیا اور اُسکو اُور بخارات نکالنے کا موقع دیکر اُن کو دفع نہ کیا اور نہ خود جملہ اعتراضات عقلیہ کو بیان کرکے اُن کا جواب دیا اُسی رسالے میں تناسخ کی بحث کو چھیڑا تو اُس کو بھی ادھورا چھوڑا۔ تحقیقی دلائل عقلیہ سے اُسکا کلی استیصال نہ کیا +

اشتہارات اور متفرق تحریرات میں ہمیشہ آسمانی نشان نمائی کا دعویٰ کیا مگر شرمناک شروط و قیود پر کیود اور لنبی لنبی میعادیں لگاکر آجتک کوئی نشان نہ دکھلایا اور مخالفین اسلام کو اسلام پر ہنسایا اس کی اِن کارروائیوں کو اے میرے بھولے بھالے بھائیو! غور سے دیکھکر بتاؤ کہ وہ اسلام و مسلمانوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے یا سراسر نقصان پہنچا رہا ہے اور اُن کی ہتک کر رہا ہے +

ہاں اِن کارروائیوں سے فائدہ ہے تو اُس کی ذات خاص کو ہے کہ وہ دس ہزار روپیہ سے زاید لوگوں کا مال کھاکر اس بڑھاپے میں خوب موٹا و تازہ بن گیا ہے اور جہلا عوام اور بعض ناواقف خواص و عوام میں وہ مسیح موعود و مہدی و ولی و پیغمبر تسلیم کیا گیا ہے۔ اور اس وجہ سے اب اُس کے کفر کو اسلام اور حقائق سمجھا جاتا ہے۔ اِس میں اُن بیچارے مسلمانوں کے

دین اور دُنیا دونوں کا نقصان ہوا ہے۔ دُنیا کا نقصان یہ کہ ہزارہا روپیہ برباد ہوا۔ دین کا نقصان یہ کہ اسلام چھوٹا کفر ہاتھ آیا۔ ایسے شخص سے آیندہ بھی مباحثہ مخالفین اسلام سے اسلام و مسلمانوں کو یہی فایدہ پہنچیگا جو ابھی بیان ہوا ہے ✦ جُہلا میں وہ حامئ اسلام متصوّر ہو کر اور بھی لوگوں کو دام تزویر میں لائیگا اور سیدھی جہنّم کی راہ دکھائیگا۔ اور اُنکا صدہا روپیہ اس مباحثے کے بہانہ سے برباد کریگا۔ اور آخر نشان آسمانی دکھانے سے عاجز ہو کر خود تو وہ شرمندہ نہ ہوگا کیونکہ بڑا صاحب حوصلہ ہے۔ مگر اُن مسلمانوں کو جو اُسکے طرفدار ہونگے ضرور شرمندہ کرائیگا۔ اِس اعتراض کے اخیر میں جو اُن بھولے مسلمانوں نے یہ سوال کیا ہے کہ کادیانی اِس مباحثے کے لائق نہیں تو پھر اَور کون بحث کریگا ؟ اِسکا جواب یہ ہے کہ ایک نہیں بہت سے علماء اسلام اِسوقت لاہور و امرت سر وغیرہ بلاد پنجاب میں موجود ہیں۔ اور پہلے ہی سے تحریراً تقریراً پادریوں سے مباحثے کر رہے ہیں۔ پادری صاحبان کو مباحثہ منظور ہے تو اُنہیں سے جس سے چاہیں خط و کتابت کریں جیسکہ وہ اپنی ناواقفی سے یا کسی کی دھوکہ دہی سے کادیانی سے خط و کتابت کر چکے ہیں۔ پھر ہمارے وہ بھولے بھالے مسلمان اور پادری صاحبان دیکھ لینگے کہ کس قدر علماء اِس مباحثہ کے لئے مستعد ہیں۔ اُنکو اختیار ہے کہ سب سے پہلے خادم دین سیّد المرسلین اڈیٹر اشاعۃ السنّۃ النبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ ہی کو اپنا مخاطب بناویں اور اس باب میں اُس سے خط و کتابت کر کے امور لائق بحث و شروط مباحثہ کا تصفیہ کریں ✦

105

یہ مختصر رائے کی نقل ہے۔ اس میں جو یہ پیشینگوئی کی گئی تھی کہ کادیانی کا نشان آسمانی دکھانا ناممکن امر ہے۔ لہذا جو مسلمان اس نشان کی امید پر اسکے ساتھ شامل ہونگے اُنکو ضرور ندامت اُٹھانی پڑیگی پوری ہوگئی۔ کادیانی نے باوجود دعوی نشان نمائی کوئی نشان نہ دکھایا اور ان مسلمانوں کو شرمندہ کیا اور جو کادیانی نے ڈپٹی عبداللہ آتھم کی موت کو نشان قرار دیا ہے یہ نشان آسمانی نہیں ہے بلکہ لاف زنی اور مکر شیطانی ہے اسکی نسبت اشاعۃ السنۃ کے نمبر ۹ جلد ۱۱ میں بخوبی ثابت کیا گیا ہے کہ اگر ڈپٹی عبداللہ آتھم اپنے اجل سے فوت بھی ہوگیا تو اُس کو کوئی مسلمان باخبر و صاحب عقل آسمانی نشان نہ سمجھیگا بلکہ ایک رملی یا جوتشی کی پیشینگوئی سے بڑھکر نہ سمجھیگا۔ چہ جائے کہ مخالفین اسلام اس کو آسمانی نشان سمجھ لیں +

اب اس جنگ کی نسبت اسلامی مطول رائے بیان کی جاتی ہے +

وہ مطول رائے یہ ہے

اس مطول رائے کا پہلے اجمال اور خلاصہ بیان کیا جاتا ہے۔ جس سے ناظرین کو تفصیل کا شوق اور انتظار پیدا ہو پھر تفصیل عمل میں آئیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ +

اِس جنگ میں دونو فریق کا اپنی اپنی فتح ظاہر کرنا اور فریق مقابل کو شکست دینے کا دعوی زبان پر لانا ایک شرمناک جھوٹ ہے۔ نہ کادیانی نے اپنے بھائیوں پُرانے عیسائیوں کے ٹوٹے پھوٹے دلائل کا دندان شکن اور بادلیل و تفصیل جواب دیکر اُن کو شکست دی اور نہ پرانے عیسائیوں نے کادیانی کے ملحدانہ دلائل۔ اور لچر جواب کو اُٹھا کر اسکو لاجواب کیا اسکے ان دلائل کو اُٹھانا کیا تھا اور اسکو لاجواب کرنا کیسا انہوں نے اسکے ان دلائل کو سمجھا ہی نہیں +

اسلام کا یہ دعوی کہ مسیح بن مریم صرف رسول ہیں نہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے ایک ایسا اعلیٰ دعوی ہے کہ اگر کوئی عقلمند اور باخبر بچہ بھی یہ دعوی کرے اور اسکے دلائل عقلیہ اور نقلیہ بڑے بڑے بڈھے اور پرانے اور مدعیان علم و فضل عیسائیوں کے سامنے پیش کرے تو ایک لمحہ میں انکو لاجواب و عاجز کردے مگر نادان اور بحسب دعوی ہمہ دان کادیانی نے اس دعوی کا ثبوت پیش کرنے کے وقت صرف ادلہ نقلیہ قرآنیہ اور عقلیہ برہانیہ سے کام نہ لیا بلکہ اسکے ساتھ اپنے ملحدانہ دلائل کا اولجھاؤ ڈال دیا اور اسکے جواب و مقابلہ کے لئے اپنی خصوم کو یہ موقع دیدیا کہ وہ اپنے محرف اور کایا پلٹ کتابوں سے جو چاہیں پیش کرتے چلے جائیں اور اسکے ملحدانہ دلائل پر جب تک چاہیں عقلی اعتراضات کرتے رہیں اور بحث کو ختم نہ ہونے دیں اور اپنے عجز کے معترف نہ ہوں +

پرانے عیسائیوں کی طرف سے جو مسئلہ رحم بلامبادلہ یعنے کفارہ اور مسئلہ جہاد و جبر و اختیار کی بابت سوالات پیش ہوئے ہیں وہ ایسے کمزور دلائل اور بیہودہ پیرایہ میں ہوئے ہیں کہ ادنی طالب العلم اسلامی کتابوں میں نظر رکھنے والا تھوڑی دیر میں اُن کا جواب دیکر عیسائیوں کو لاجواب کرسکتا ہے مگر نادان کادیانی نے اِن سوالات کے جواب میں بھی اپنی بھیڑی عقل اور بیہودہ اور طولانی تقریروں سے کام لیا اور اسلامی کتابوں کی طرف رجوع کرکے ان کو مسکت جواب نہ دیا اگر وہ اشاعۃ السنۃ ہی کی طرف جو ہمیشہ سے اُس کے پاس جاتا تھا اور وہ اس سے ہمیشہ نفع اُٹھاتا رہا ہے مراجعت کرتا تو اُسکے نمبر ۱ جلد ۱ میں کفارہ مجوزہ نصاری کا جواب اور نمبر ۱ وغیرہ جلد ۱۲ میں اعتراض جبر کا جواب اور نمبر ۹ جلد ۹ میں اعتراض جہاد کا جواب ایسا پاتا جس سے وہ ایک دم میں عیسائیوں کو لاجواب کردیتا +

کادیانی کی اس بے خردی ۔ بے ضبطی ۔ ملحدانہ دلائل کی طرف رجوع کرنے اور خصوم کو محرفات معنوی و لفظی بیبل کے پیش کرنے کا موقع دینے کی نظر سے عموماً اہل اسلام

کی جو اہل علم ہیں اور کادیانی کے دام تزویر میں مبتلا نہیں ہیں اس مباحثہ کی نسبت یہی رائے ہے کہ کادیانی نے اس مباحثہ سے اسلام کو ضرر پہنچایا ہے اس سے کوئی نفع اُس کو نہیں پہنچا۔

مولوی تاج الدین احمد صاحب لاہوری نے جو مشہور اہل علم خاندان سے ہیں اور لاہور میں پیشہ وکالت کرتے ہیں میرے سامنے فرمایا کہ مرزا غلام احمد نے اس مباحثہ سے مسلمانوں کی اس عزت کو کھو دیا ہے۔ جو حافظ ولی اللہ مرحوم کے وقت سے پادریوں کے مقابلہ میں اُن کو حاصل تھی یعنے اس رعب کو اُٹھا دیا جو حافظ ولی اللہ نے عیسائیوں سے مباحثہ کرکے اور انکو عاجز و لاجواب کرکے اُن پر جما رکھا تھا+

مولوی سید احمد علی صاحب مشہور واعظ دہلوی نے جو مدت سے لاہور میں رہتے ہیں کادیانی پر بہت ناراضی ظاہر کی۔ اور یہ بات فرمائی کہ اس سے ان آیات بیبل کے جواب میں جو عیسائیوں نے مسیح کی الوہیت کے باب میں پیش کی ہیں کچھ بن نہ آئی اور ان آیات کی جو عیسائی معنوی تحریف کرکے انکو مسیح پر جماتے ہیں صحیح تاویل نہ بتائی گئی بلکہ سید صاحب نے اسباب میں ایک تحریر خاکسار کے پاس بھیجدی جسکی اصل عبارت یہ ہے۔

عبداللہ آتھم عیسائی اور مرزا غلام احمد کادیانی کا مباحثہ

اِس مباحثہ کو ہم نے خوب دیکھا اور غور کیا نہ معترض کا اعتراض درست ہے اور نہ مجیب کا جواب یہ مباحثہ محض بے فائدہ ہوا اسی باعث کوئی نتیجہ نہ نکلا ہر دو فریق نے اپنی اپنی فتحیابی کا ڈنکا بجا دیا مرزا غلام احمد کادیانی کو مباحثہ کا ڈھنگ یاد نہیں بلکہ مباحثہ بیبل کے کلام الٰہی ہونے پر کرنا لازم تھا تاکہ عبداللہ آتھم عیسائی کتب بیبل کا رطب یابس پیش نہ کرسکتا اور اگر یہی طرز مرزا کو پسند تھی تو مرزا کادیانی کو عبداللہ آتھم کی پیش کردہ رطب یابس پر گرفت اور مواخذہ کرکر اُسکی غلطی ظاہر کرنا لازم تھا مرزا نے کچھ گرفت نہ کی صرف اپنی طول طویل تقریر کا بار بار بیان کیا کہ ۱۲ یا ۱۳ روز میں ایک مسئلہ بھی حل نہ ہوا مرزا کادیانی نے

جیسے دعوی الہام کا سہل اور آسان سمجھ لیا ہے ویسے ہی، وہ اہل کتاب سے مباحثہ کرنا سہل و آسان سمجھے تھے اُن کو سمجھنا چاہیئے کہ وہ اپنی قوم کے کسی مناظر و مباحث سے عہدہ برا نہیں ہو سکتے تو غیر قوم پر کیسے غالب آتے۔ یہ حصہ سلطان مناظرین و واعظین رد نصاری جناب مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم اور اُن کے شاگردوں کا ہے یہ ہر ایک کا کام نہیں الخ

مولوی غلام نبی صاحب امرتسری نے جو پنجاب کے مناظرین اہل کتاب میں مولوی رحمت اللہ صاحب۔ کے قائمقام ہیں۔ اور مولوی ابو المنصور دہلوی کی مانند امام فن مناظرہ اہل کتاب کا خطاب پانیکا استحقاق رکھتے ہیں خاکسار کے اِس سوال کے جواب میں کہ "آپ کی رائے اس مباحثہ کی نسبت کیسی ہے"۔ فرمایا ہے کہ میں پہلے جلسہ مباحثہ میں شریک ہوا تھا۔ مجھے مرزا غلام احمد کے مباحثہ کا دھنگ پسند نہ آیا۔ لہذا میں پھر شریک جلسہ نہ ہوا۔ اور کادیانی کی اس بے عقلی پر بھی افسوس اور خلاف رائے ظاہر کیا کہ اس نے عیسائیوں کو بیبل سے آیات الوہیت مسیح پیش کرنے کا موقع دیا اور پھر ان آیات کے مقابلہ میں یہ ثابت نہ کیا کہ یہ آیات مسیح کے حق میں نہیں اور اُن سے اُنکی الوہیت ثابت نہیں ہوتی +

اِن سب شہادات سے بڑھکر طرفہ شہادت سنو۔ حکیم نور الدین جموں بھیروی نے جو درحقیقت پیر و مرشد اور گائڈ (رہنما) کادیانی ہیں اور بظاہر اُن کے مرید و فدائی۔ اس مباحثہ کو پسند نہیں کیا۔ ہمارے ایک معزز دوست نے (جو انکا بھی دوست ہے) ہمارے اس بیان کیا کہ حکیم صاحب نے فرمایا ہے کہ مرزا صاحب کو ان کی (یعنی عیسائیوں کی) کتابوں کی طرف پوری توجہ نہیں ہے۔ بجائے مرزا صاحب میں ہوتا تو ایک دم میں عیسائیوں کا منہ بند کر دیتا۔ (اُنکے الفاظ پورے یاد نہیں ہیں مطلب یہی تھا جو یہاں لکھا گیا ہے) حکیم صاحب اب اس رائے کو ظاہر کرنے سے انکار کرینگے تو ہم ایک مجلس عام اہل اسلام میں اپنے اِس دوست کو پیش کرینگے اور جو ہم نے اُن سے نقل کیا ہے اُن سے کہلا دینگے پھر وہ جانیں اور وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

یہ ہم نے متعدد اشخاص کی رائے پیش کی ہے۔ ناظرین اگر جس اہل علم سے جو مرزائی نہ ہو اس مباحثہ کی نسبت رائے پوچھینگے اُس سے یہی رائے سُنینگے ہم ان شہادتوں کی زیادہ تفصیل کرتے ہیں تو اس سے بہت بطویل ہوتی ہے جس سے مطول رائے معترض التوا میں پڑتی ہے۔ یہ اجمال وخلاصہ رائے مطول ہے۔ اب تفصیل رائے مطول سنو جس میں پہلے کادیانی کی تقریر سوال کو نقل کیا جائیگا۔ پھر اس کے خصم مقابل کے جواب کو۔ اس کے بعد وہ رائے بیان ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ +

تقریر کادیانی

کادیانی کے پہلے سوال ۲۲ مئی سنہ ۱۸۹۳ء کا خلاصہ یہ ہے کہ "قرآن کی تعلیم جامع اور مکمل ہے اور اس کا ثبوت قرآن نے خود دیدیا ہے۔ اور اگر تعلیم انجیل کی نسبت عیسائیوں کا یہی دعوی ہے تو وہ پہلے یہ دعوی انجیل سے نقل کریں۔ پھر اُسی انجیل سے اسکا ثبوت پیش کریں" +

اِس سوال کی تقریر میں کادیانی نے ایک یہ اصول مقرر کیا جس کو اُس نے سوال مذکور کی دلیل ٹھہرایا ہے کہ الہامی کتاب کی نسبت جو دعوی کیا جائے اس دعوی کا اس کتاب میں موجود ہونا ضروری ہے۔ اور اسکی عقلی یا تاریخی دلیل بھی اسی کتاب میں سے پیش کرنا ایک لازمی امر ہے۔ اور جس کتاب کے کسی دعوی کی دلیل عقلی یا تاریخی کتاب میں مذکور نہ ہو وہ کتاب الہامی نہیں ہو سکتی +

چنانچہ اس پرچہ کے صفحہ ۳ میں لکھا ہے "میں مناسب سمجھتا ہوں کہ پہلے بطور کلام کلی کے اس امر میں جو مناظرہ کی علت غائی ہے انجیل شریف اور قرآن کریم کا موازنہ کیا جائے لیکن یہ بات یاد رہے کہ اس مقابلہ و موازنہ میں کسی فریق کو اختیار نہیں ہوگا کہ اپنی کتاب سے باہر جاوے یا اپنی طرف سے کوئی بات منہہ پر لاوے بلکہ لازم اور ضروری ہوگا کہ جو دعوی کریں

وہ دعوی اس کتاب الہامی کے حوالہ سے کیا جائے جو الہامی قرار دی گئی ہے اور جو دلیل پیش کریں وہ بھی اسی کتاب کے حوالہ سے ہو۔ کیونکہ یہ بات بالکل سچی ہے اور کامل کتاب کی شان سے بعید ہے کہ اسکی وکالت اپنے تمام ساختہ پرداختہ سے کوئی دوسرا شخص کرے اور وہ کتاب بکلی خاموش ہو اور اس کے صفحہ ۷ میں لکھا ہے اللہ جلشانہ جو قوی اور قادر نہایت درجہ کے علوم وسیع رکھتا ہے جس کتاب کو ہم اسکی طرف منسوب کریں وہ کتاب اپنی ذات کی آپ قیوم چاہیئے انسانی کمزوریوں سے بالکل مبرا اور منزہ چاہیئے کیونکہ اگر وہ کسی دوسرے کے سہارے سے اپنے دعوی اور اثبات دعوی میں محتاج ہے تو وہ خدا کا کلام ہرگز نہیں ہو سکتا"۔

اس عبارت سے خصوصاً اس کے ان فقرات سے جن پر نشان خط لگایا گیا ہے۔ وہ اصول جو ہم نے کادیانی سے نقل بجز اس تفصیل کے کہ "وہ دلیل عقلی ہو یا تاریخی" صاف ثابت ہے۔ اب رہی وہ تفصیل سو اس کے پرچہ ۲۳ مئی ۱۸۹۳ء صفحہ ۲ و ۳ اور پرچہ ۲۴ مئی ۱۸۹۳ء کے صفحہ ۷ اور پرچہ ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء کے صفحہ ۸ و ۹ و ۱۰ میں موجود ہے۔ پرچہ ۲۳ مئی کے صفحہ ۲ و ۳ میں لکھا ہے۔ میرا مطلب یہ تھا کہ جس کتاب کی نسبت یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ وہ فی حد ذاتہ کامل ہے اور تمام مراتب ثبوت کے وہ آپ پیش کرتی ہے۔ تو پھر اسی کتاب کا یہ فرض ہوگا کہ اپنے دعاوی کے لئے دلائل معقول بھی اب بھی پیش کرے جس کتاب نے اپنے کامل ہونے کا دعوی کیا ہے وہ دعوی بھی بتصریح ثابت کیا جائے اور پھر وہی کتاب اس دعوی کے ثابت کرنے کے لئے معقول دلیل پیش کرے۔ اور پرچہ ۲۴ مئی ۱۸۹۳ء کے صفحہ ۷ میں لکھا ہے اگر دلائل معقولی سے یا تاریخی سے سلسلہ استقرار کے مخالف کوئی امر خاص پیش کیا جائے اور اسکو ادلہ عقلیہ یا ادلہ تاریخیہ سے ثابت کر کے دکھلا دیا جاوے تو ہم اس کو مان لینگے۔ اور اس کی شرح کادیانی نے پرچہ ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء کے دوسرے سوال میں صفحہ ۸ و ۹ و ۱۰ کی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "اگر کوئی شخص مقدس کتاب

پیش کرے اور اُس میں یہ لکھا ہوا ہو کہ پہلے زمانہ میں انسان آنکھوں کے ساتھ کھایا کرتا تھا اور کانوں کے ذریعہ سے بولتا تھا۔ گو ہم فرض کے طور پر یہ تسلم کرلیں کہ ان عجیب تحریروں کے لکھنیوالا کوئی مقدس اور راستباز آدمی تھا مگر ہم اس یقینی نتیجہ سے کہاں اور کیونکر گریز کرسکتے ہیں جو قیاس استقرائی سے پیدا ہوا ہے میری رائے میں ایسا بزرگ نہ صرف ایک بلکہ کروڑ سے بھی زیادہ ہوں اور قیاس استقرائی سے نتائج یقینیہ کو توڑنا چاہے تو ہرگز ٹوٹ نہ سکینگے۔ بلکہ اس بزرگ کو ہم درحقیقت ایک بزرگ سمجھتے ہیں اور اسکے ایسے الفاظ میں ایسے ایسے کلمات خلاف حقیقت مشہودہ محسوسہ کے پاتے ہیں تو ہم اس بزرگ کی خاطر سے صرف عن الظاہر کرینگے اور ایسی تاویل کرینگے جس سے اس بزرگ کی عزت قایم رہجائے ورنہ یہ ہرگز نہ ہوگا کہ جو حقائق استقرائیہ کے یقینی اور قطعی ذریعہ سے ثابت ہوچکے ہیں وہ ایک روایت سے ٹال دیئے جائیں۔ اگر ایسا کسی کا خیال ہو تو بار ثبوت اسکی گردن پر ہے ××× مثلاً اگر ایک ڈاکٹر سے اس بات کا تذکرہ ہو کہ سم الفار اور نیش زہریں نہیں ہیں اور اسکا ثبوت یہ دیوے کہ ایک مقدس کتاب میں ایسا لکھا ہے اور راوی معتبر ہے۔ تو کیا وہ ڈاکٹر صاحب اس مقدس کتاب کا لحاظ کرکے ایک ایسے امر کو چھوڑ دینگے جو قیاس استقرائی سے ثابت ہوچکا ہے"۔

یہ عبارات صاف ناطق ہیں کہ دلیل سے (جو دعاوی کتاب اللہ کی مثبت ہوسکتی ہے اور اسکے سوائے کوئی دعوی کتاب اللہ کا کادیانی کے نزدیک لائق سماعت نہیں) عقلی یا تاریخی دلیل مراد ہے اور جو کتاب الہامی آسمانی اپنے کسی دعوی کی کوئی دلیل عقلی یا تاریخی جس کو عقلا اور تاریخ دان تسلیم کرلیں پیش نہ کرے وہ کتاب کادیانی کے نزدیک الہامی نہیں ہوسکتی اسی دلیل اور اصول کی دستاویز سے کادیانی نے فریق ثانی کے دعوی الوہیت مسیح پر پہلا سوال وارد کیا ہے چنانچہ پرچہ ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء کے صفحہ ۸ میں آیۃ قرآن مجید کی ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام انظر کیف نبین لھم الایٰت ثم انظر انی یوفکون۔ س۔ ۶۔ ر ۴ یعنے حضرت مسیح ابن مریم

ہیں اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ وہ صرف ایک رسول ہے اور اُس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے ہیں" نقل کر کے اسکی ملحدانہ تفسیر و تقریر استدلال میں کہا ہے +

یہ کلمہ کہ اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے ہیں۔ یہ قیاس استقرائی کے طور پر ایک استدلال لطیف ہے کیونکہ قیاسات کی جمیع اقسام میں سے استقرار کا مرتبہ وہ اعلیٰ شان کا مرتبہ ہے کہ اگر یقینی اور قطعی مرتبے سے اسکو نظر انداز کر دیا جائے تو دین اور دُنیا کا تمام سلسلہ بگڑ جاتا ہے اگر ہم غور سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ حصہ کثیرہ دنیا کا اور ازمنہ گذشتہ کے واقعات کا ثبوت اسے استقرار کے ذریعہ سے ہوا ہے" +

اسکے بعد استقرار کے قطعی ہونے کی تفصیل و تمثیل میں آنکھ سے کھانے اور کان سے بولنے کی مثالیں ذکر کی ہیں جو صفحہ ۱۹ میں ان سے منقول ہوئی ہیں پھر صفحہ ۱۰ میں کہا ہے

غرض جبکہ قیاس استقرائی دُنیا کے حقائق ثابت کرنے کے لئے اول درجہ کا مرتبہ رکھتا ہے تو اسی جہت سے اللہ جلشانہ نے سب سے پہلے قیاس استقرائی کو ہی پیش کیا۔ اور فرمایا قد خلت من قبلہ الرسل۔ یعنے حضرت مسیح علیہ السلام بے شک نبی تھے اور اللہ جلشانہ کے پیارے رسول تھے مگر وہ انسان تھے تم نظر اُٹھا کر دیکھو کہ جب سے یہ سلسلہ تبلیغ اور کلام الٰہی کے نازل کرنیکا شروع ہوا ہے ہمیشہ اور قدیم سے انسان ہی رسالت کا مرتبہ پاکر دنیا میں آتے رہے ہیں یا کبھی اللہ تعالیٰ کا بیٹا بھی آیا ہے +

پھر عیسائیوں کے اس سوال سقد کا کہ بیبل میں نبیوں کو بیٹا کہا گیا ہے جس سے ثابت ہے کہ بیٹے بھی رسول ہو کر آتے ہیں یہ جواب دیا ہے +

"ہاں اگر بیبل کے وہ تمام انبیاء اور صلحاء جنکی نسبت بائیبل میں بھی الفاظ موجود ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے بیٹے تھے یا خدا تھے حقیقی معنوں پر حمل کر لئے جاویں تو بیشک اس صورت میں ہمیں اقرار کرنا پڑیگا کہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ بیٹے بھی بھیجا کرتا ہے بلکہ بیٹے کیا کبھی کبھی بیٹیاں بھی اور بظاہر یہ دلیل تو عمدہ معلوم ہوتی ہے اگر حضرات عیسائی صاحبان اسکو

پسند فرماوین - اور کوئی اوسکو توڑ بھی نہین سکتا کیونکہ حقیقی غیر حقیقی کا تو وہان کوئی بھی ذکر نہین - بلکہ بعض کو تو پہلوٹا بھی لکھدیا - ہان اس صورت مین بیٹون کی میزان بہت بڑھجائیگی"

اسکے بعد اسی پرچہ ۲۲ مئی کے صـ ۱۱ مین کادیانی نے اور دلائل کو جو اس آیت سے اوس نے نکالے ہین ذکر کیا اور کہا ہے" - غرض اللہ جلشانہ نے سب سے پہلے ابطال الوہیت کے لئے یہی دلیل استقرائی پیش کی ہے - پھر اسکے بعد ایک اور دلیل پیش کرتا ہے - وامہ صدیقہ - یعنی والدہ حضرت مسیح علیہ السلام کی راستباز تھی - یہ تو ظاہر ہے کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ جل شانہ کا حقیقی بیٹا فرض کر لیا جاوے تو پھر ضروری امر ہے کہ وہ دوسرون کی طرح ایسی والدہ کو اپنے تولد مین محتاج نہون - جو باتفاق فریقین انسان تھے - کیونکہ یہ بات نہایت ظاہر اور کھلی کھلی ہے - کہ قانون قدرت اللہ جل شانہ اسی طرح واقع ہے کہ ہر ایک جاندار کی اولاد اوسکے نوع کے موافق ہوا کرتی ہے - مثلاً دیکھو کہ جسقدر جاندار ہین - مثلاً انسان اور گھوڑا اور گدھا - اور ہر ایک پرند وہ اپنے نوع کے لحاظ سے وجود پذیر ہوتے ہین - یہ تو نہین ہوتا کہ انسان سے پرند پیدا ہو جائے - یا پرند انسان کے پیٹ سے نکلے - پھر ایک تیسری دلیل یہ پیش کی ہے کانا یاکلان الطعام یعنی وہ دونون حضرت مسیح اور آپکی والدہ صدیقہ کھانا کھایا کرتی تھی - آپ لوگ سمجھتے ہین کہ انسان کھانا کیون کہاتا ہے اور کیون کھانے کا محتاج ہے - اسمین اصل بھید یہ ہے کہ ہمیشہ انسان کے بدن مین سلسلہ تحلیل کا جاری ہے یہانتک کہ تحقیقات قدیمہ اور جدیدہ سے ثابت ہے کہ چند سال پہلا جسم تحلیل پاکر معدوم ہو جاتا ہے - اور دوسرا بدن بدل مایتحلل ہو جاتا ہے - اور ہر ایک قسم کی جو غذا کھائی جاتی ہے اسکا بھی روح پر اثر ہوتا ہے کیونکہ یہ امر بھی ثابت شدہ ہے کہ کبھی روح جسم پر اپنا اثر ڈالتا ہے - اور کبھی جسم روح پر اپنا اثر ڈالتا ہے - جیسے اگر روح کو یکدفعہ کوئی خوشی پہنچتی ہے تو اس خوشی کے آثار یعنے شگفتہ اور چمکدار چہرہ بھی نمودار ہوتی ہے - اور کبھی جسم کے آثار ہنسنے رونے کے روح پر پڑتے ہین - اب جبکہ یہ حال ہے تو کسقدر مرتبہ خدا سے بعید ہوگا - کہ اپنے اللہ کا جسم بھی ہمیشہ اڑتا رہے - اور یقین چاہئے

برس کے بعد اور جسم آوے۔ ماسوائے اسکے کھانیکا محتاج ہونا بالکل اس مفہوم کے مخالف ہے جو خدا تعالے کی ذات مین مسلّم ہے۔ اب ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ان حاجتمندیون سے بری نہین تہے۔ جو تمام انسانون کو لگی ہوئی ہین۔ پہر یہ ایک عمدہ دلیل اسبات کی ہے کہ وہ باوجود ان دردون اور دکہون کے خدا بہی تھے۔ یا ابن اللہ تہے۔ اور درد ہمنے اسلئے کہا کہ بھوکھ بہی ایک قسم درد کی ہے۔ اور اگر زیادہ ہو جائے تو موت تک نوبت پہنچاتی ہے"۔

یہ سوال اول الوہیت مسیح کے متعلق کادیانی کے پہلے پرچہ ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء کی بلفظہ نقل ہے اب اس کے مقابلہ مین اسکے پہلے[1] خصم ڈپٹی عبداللہ آتہم کے پہلے پرچہ کی بعینہ نقل کیجاتی ہے۔

تقریر فریق ثانی

کادیانی کے پہلے خصم (ڈپٹی عبداللہ آتہم) اپنے پہلے پرچہ ۲۲ مئی ۱۸۹۲ء مین لکہتے ہین۔ اگر یہ جناب کا قول صحیح ہے کہ ہر امر کی حقیقت تجربہ ہی پر مدار رکہتی ہے۔ یعنی جو تجربہ کی برخلاف ہے وہ باطل ہے۔ تب تو ہمکو صفت خالقیت کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ہمارے تجربہ مین کوئی چیز خلق نہین ہوتی۔ اور آدم کا بغیر والدین پیدا ہونیکا بہی انکار کرنا پڑیگا۔ اور ہم یہ نہین جانتے کہ ایسا ہم کیون کرین۔ کیونکہ ناممکن مطلق ہم اسکو کہتے ہین۔ جو کوئی امر کسی صفت ربانی کے مخالف ہو۔ اور یہہ چیزین جو ہمارے تجربہ کے باہر ہین مثلاً خلقت کا ہونا یعنی بلا سامان کے عدم سے وجود مین آنا۔ اور آدم کا بخلاف سلسلہ موجودہ کے پیدا ہونا ہم کسی صفت مقدسہ خدا تعالے کے مخالف نہین دیکہتے۔ دوم۔ بجواب آپکے دوسرے مقدمے کے آپکو یقین ہونا چاہیئے کہ ہم اس شئے مرئی کو جو کہانے پینے وغیرہ حاجتون کے ساتھ ہے۔ اللہ نہین مانتے۔ بلکہ مظہر اللہ کہتے ہین۔ اور یہ ایک ایسا مقدمہ ہے کہ جیسا قرآن مین بابت اس آگ کے جو جھاڑی مین نظر آتی تہی لکہا ہے کہ اے موسیٰ اپنی نعلین دور کر کیونکہ یہ وادی طوی ہے۔ اور کہ مین تیرے باپ ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا خدا ہون۔ موسیٰ نے انکو تسلیم کیا۔ اب فرمائیے شئے مرئی تو خدا نہین ہو سکتی۔ اور رؤیت مرئی تہی۔ پس ہم اسکو مظہر

[1] اس مباحثہ مین کادیانی خصم مباحث دو تہے۔ اول ڈپٹی آتہم دوسرے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک ۱۲

اللہ کہتے ہین۔ اللہ نہین کہتے۔ بلکہ مظہر اللہ کہتے ہین۔ کیا یہ ستون جو خشت وخاک کا سامنے نظر کے ہے۔ اسمین سے اگر خدا آواز دیکر کہنا چاہیئے کہ مین تمہارا خدا ہون۔ اور میری فلانی بات سنو تو گو تجربہ کے برخلاف یہ امر ہے تو گو امکان کے بھی برخلاف ہو کہ خدا ایسا نہین کر سکتا۔ (ہمارے نزدیک تو امکان کے برخلاف نہین) سوم ہمنے ابن اللہ کو جسم نہین مانا ہم تو اللہ کو روح جانتے ہین۔ جسم نہین۔ چہارم۔ امر کے بارہ مین ہماری التماس یہ ہو کہ بیشک تاویل طلب امر کو تاویل کرنا چاہیئے۔ لیکن حقیقت کو چاہیئے کہ تاویل نہ لگاوے اگر کوئی حقیقت برخلاف امر واقعی کے ہے۔ تو بامرہ حکم بطلان کا اسپر دینا چاہیئے۔ نہ کہ بطلان کو مروڑ کے حق بنانا۔ پنجم امر کے بارہ مین جناب کی خدمت مین واضح ہو کہ لفظ بیٹے اور پہلوٹھی کا بائبل مین دو طرح پر بیان ہوا ہے۔ یعنی ایک تو یہ کہ وہ یکتن ساتھ خدا کے ہو۔ دوم یہ کہ یک من ساتھ رضا آہی کے ہو۔ (ایک تن وہ ہے جو ماہیت مین واحد ہو۔ اور ایک من وہ ہے جو ماہیت کا شریک نہین بلکہ رضا کا شریک ہو) کس نبی یا بزرگ کے بارہ مین بائبل مین یہ لکھا ہے کہ اے تلوار میرے چرواہے۔ اور ہمتا پر اٹھ۔ زکریا ۱۳۔ ۷۔ اور پھر کس کے بارہ مین ایسا لکھا ہے۔ کہ تخت داؤدی پر یہوواصدقنو آویگا۔ یرمیاہ ۲۳۔ اور کس نے یہ کہا کہ مین الفا۔ اومیگا قادر مطلق خداوند ہون۔ اور کس کے بارہ مین یہ لکھا گیا۔ کہ مین جو حکمت ہون قدیم سے خدا کے ساتھ رہتے تھے۔ اور میرے وسیلہ سے یہ ساری خلقت ہوئی۔ اور یہ کہ جو کچھ خلقت کا ظہور ہے۔ اسی کے وسیلہ سے ہے۔ خدا باپ کو کسی نے نہین دیکھا۔ لیکن اکلوتے (خدا) نے اسے ظاہر کر دیا۔ یوحنا۔ ۱۔ ۱۸۔ اب اسپر انصاف کیجئے کہ یہہ الفاظ متعلق یک تن کے ہین۔ یا یک من کے۔ نیز یہ بھی ایک بات یاد رکھنے کے لائق ہے۔ یسعیاہ۔ ۹۔ ۶۔ مین کہ وہ جو بیٹا ہمکو بخشا جاتا ہے۔ اور فرزند تولد ہوتا ہے۔ وہ ان خطابون سے مزین ہے۔ یعنی خدا قادر۔ اب ابدیت شاہ سلامت مشیر عجوبہ۔ تخت داؤدی پر آنیوالا جسکی سلطنت کا زوال کبھی نہ ہوگا۔ ششم۔ جو آپنے قرآن سے استدلال کیا ہے مجھے افسوس ہے کہ مین ابتک اسکے الہامی ہونیکا قائل نہین۔ جب آپ اسکو الہامی ثابت کرکے قائل کرینگے تو اسکی سندات آپ ہی مانی جائینگی۔ ہفتم جناب من فطرت یا خلقت فعل آہی ہے۔ اور الہام قول آہی فعل اور قول مین تناقض نہین ہونا چاہیئے۔ اگر کوئی کلام مبہم معلوم ہووے یا ذی النظرین مشکل معلوم ہووے

تو اوسکی تاویل ہم معقولات ہی سے کرین گے۔ ورنہ کہان جائینگے چنانچہ جناب نے خود ہی فرمادیا کہ امور تاویل طلب کی تاویل واجب ہے اور جناب بس سے بھی بڑھکر فرماتے ہین کہ تجربہ کے برخلاف ہم کچھ نہ لیوین گے تو گویا یہ بھی رجوع کرنا طرف فطرت کا ہے۔ جسکے ساتھ ہم کلیۃً متفق نہین ہین ہشتم بجواب آٹھوین کے اتنی ہی عرض ہے کہ جہان پیمانے حقیقی اور غیر حقیقی کی امتیاز بائبل مین نہو تو ہماری عقل کو روک نہین کہ ہم اسمین امتیاز نہ کرین اور دوسرون کے ساتھ بھی اگر یہی صفات ملحقہ ہون جیسے مسیح کے ساتھ ہین تو ہم انکو بھی مسیح جیسا مان لین گے۔"

یہ فریق ثانی کے پہلے پرچہ کی بعینہ نقل ہے۔ اب فریقین کے باقی پرچون کے مطالب کا خلاصہ باختصار نقل کیا جاتا ہے۔ اس اختصار کی وجہ یہ ہے کہ کادیانی کے پرچہ اول کے بعد اسکا جو پرچہ نکلا ہے اسمین پرچہ اول کے سوال و اصول و دلائل کا بار بار تکرار و اعادہ ہوا ہے۔ اور جہان کوئی نئی بات کہی ہے وہ اصل سوال الوہیت مسیح سے اجنبی ہے۔ ایسا ہی فریق ثانی کیطرف سے جو پرچہ پرچہ اول کے بعد نکلا ہے وہ تکرار مطالب اور اجنبی باتون کے بیان پر مشتمل ہے۔ لہذا فریقین کی اصل کلام کو پورا پورا نقل کرنا عبث و فضول اور بلا ضرورت اپنے اوقات کا خون کرنا ہے۔ اور ان کے نقل مین خلاصہ و اختصار واجب ہے۔ اس خلاصہ سے ناظرین ہماری اس رائے کی تصدیق کرین گے۔ اور خود بخود جان لین گے کہ اس بحث کو فریقین نے بلا فایدہ طول دیا۔ اور اصل بحث سے خروج کیا۔ اور وہ اس خلاصہ کو پڑھکر اسکے متعلق اسلامی ریویو کے منتظر نہ رہینگے۔ و معہذا ہم اس خلاصہ پر بھی ریویو کرین گے۔ اگر ہمارے ناظرین پہلی دو تقریرون فریقین کے متعلق اسلامی ریویو کو پڑھکر اس خلاصہ کے متعلق ریویو کرنیکی درخواست کرین گے۔ اور اسکا شوق ظاہر فرمادین گے۔

خلاصہ پرچہ ۲۳ مئی کادیانی

کادیانی نے پرچہ اول ۲۳ مئی ۱۸۹۳ء مین صہ ۲ سے صہ ۵ تک اصول دلائل پرچہ ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء کا بہ تاویل کے ساتھ اعادہ کیا۔ پھر صہ ۵ (۲) مین کہا ہے کہ آدم کا بغیر باپ کے پیدا ہونا فریقین کے نزدیک مسلم ہے پھر صہ ۶ (۳) مین کہا ہے کہ استقراء کی تسلیم سے خدا کی خالقیت کا انکار لازم نہین آتا۔ کیونکہ فریقین

کی کتاب سے ثابت ہو کہ خدا تعالے نے جیسا زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے وُہ ایسا ہی اسکی مثل پیدا کر سکتا ہے۔ اور اسکی قدرت اور قوت جو استقرار سے ثابت ہو۔ اس حد تک ختم نہین ہو گئی۔ پھر (۱) ۷ مین کہا ہے کہ جو پیشینگوئیان ڈپٹی صاحب نے اُلوہیت مسیح کے متعلق پیش کی ہین وہ زبردستی ان پر لگائی جاتی ہین۔ ان پیشینگوئیونکو نہ حضرت مسیح نے اپنے اوپر لگایا نہ یہودیون نے انکو مسیح کے حقمین سمجھا اور نہ ان کے وہ معنے کئے۔ جو عیسائی کرتے ہین۔ آپ پہلے اصل عبرانی زبان مین ان پیشینگوئیون کو نقل کرین۔ پھر یہ ثابت کرین کہ مسیح نے انکو اپنے اوپر لگایا ہے۔ پھر یہ بھی ثابت کرین کہ کل مفسرین اور یہودی انکے یہی معنے کرتے ہین۔ تو ہم اسکو قبول کرین گے۔

خلاصہ پرچہ ۲۳ مئی ۱۸۹۳ء فریق ثانی

اسکے جواب مین ڈپٹی آتھم نے پرچہ ۲۳ مئی ۱۸۹۳ء مین اول استقرار کی شرح کا سوال کیا ہے۔ پھر (۲) کادیانی کے اس اصول کو کہ الہام اپنی شرح آپ کرے۔ تسلیم کیا۔ مگر اسکے ساتھ یہ ضمیمہ لگا دیا ہے کہ الہام کو سمجھنے کے لئے عقل ایسی ہے جیسی آنکھ کے لئے خارجی روشنی۔ پھر (۳) کہا ہے پیشینگوئیون کے معنے سمجھنے کے لئے یہودیون کا اتفاق کیون مانگا جاتا ہے۔ عبرانی لُغت اور قواعد موجود ہین جس لفظ پر آپ گرفت کرین گے پیش کیا جائیگا۔ پھر (۴) کہا ہے پہلی نوشتون مین یہ پیشگوئیان مسیح پر لگائی گئی ہین اور اس پر متی ۲۶۔ باب ۳۱۔ یسعیا ۶۔ باب ۱ سے ۱۲۔ بمقابلہ یوحنا ۱۲ باب ۴۰ و ۴۱ وغیرہ کا حوالہ دیا ہے۔ اور ۸ سطرون کو ناحق سیاہ کیا کیونکہ ان حوالجات مین سے عہد عتیق سے ایک بھی ایسا نہین جسمین الوہیت کا ذکر یا اشارہ ہو۔ اور عہد جدید سے جو اس الوہیت کا متضمن ہے اسکا ذکر پہلے پرچہ ۲۲ مین ہو چکا ہے۔ اور پھر پرچہ ۲۵ مئی مین مفصل ہوگا۔ یہان اسکا مجمل ذکر فضول ہے۔ اخیر مین (۵) کتاب اللہ کی کمال اور نجات کی نہایت سوال کیا ہے۔ اور ایک اجنبی بحث کو چھیڑ دیا۔ اور کادیانی کو اسمین تطویل کرنی اور اصل بحث سے نکل جانیکا خوب موقع دیدیا۔

کادیانی

اسکے جواب مین کادیانی پرچہ دوم ۲۳ مئی ۱۸۹۳ء خوب کھیلا ہے۔ اور کہین کا کہین نکل گیا

اس جواب مین کادیانی نے دس باتین کہی ہین۔

(۱) ڈپٹی عبداللہ جسم کو صرف مظہر اللہ جانتے اور اللہ روح کو جانتے ہین۔ تو کیون صاف نہین کہتے کہ ہم مسیح کو خدا جانتے ہین (۲) جسم کو کسی شخص کا اسکا جزء نہین ہوتا۔ کیونکہ وہ چند برس کے بعد بدل جاتا ہے۔ اور ایک نیا جسم آجاتا ہے تو مسیح کا پہلا جسم جسکے ساتھ انہون نے تولد پایا تھا کفارہ نہ ہوا اور نہ کسی کام آیا۔ (۳) اگر عیسائیون کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح درحقیقت خدا تعالے ہے تو مظہر کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا ہم انسان کو مظہر انسان کہہ سکتے ہین۔ (۴) اگر حضرت مسیح کی روح انسانی روح نہ تھی۔ تو اسکا ثبوت دین کہ انہون نے مریم کے رحم مین اس طریق اور قانون قدرت سے روح حاصل نہین کی جسطرح انسان حاصل کرتے ہین۔ (۵) خدا اپنے صفات کاملہ مین تقسیم نہین ہو سکتا ایک صفت بھی باقی رہجائے۔ تو اُسپر خدا کا لفظ نہین بولا جاتا پھر خدا تین کیونکر ہو گئے۔ تفریق نامون کی چاہتی ہے۔ کہ کسی صفت مین کمی بیشی ہو۔ مگر جب عیسائی مان چکے ہین۔ کہ کسی صفت مین کمی بیشی نہین تو پھر تینون اُقنوم مین مابہ الامتیاز کیا ہے۔ (۶) جہاڑی کی جو تمثیل پیش کی گئی ہے۔ اسکی نسبت سوال ہے کہ قرآن مین کہان آیا ہے کہ یہہ آواز کہ مین تیرا رب ہون آگ مین سے آئی تھی۔ (۷) قرآن مین اسموقع پر کہان کہا ہے کہ مین اسحق ابراہیم کا باپ ہون۔ (۸) توریت مین یکتن ایک من کی تشریح کہان ہے (۹) اگر مسیح کو ابن اللہ کہنے سے یک تن ہونا نکالا ہے تو اور انبیاء اس لقب کے زیادہ مستحق ہین جنکو خدا کہا گیا ہے۔ دیکھو یوحنا ۱۰۔ باب ۳۵۔ (۱۰) ابن اللہ سے بڑھکر تعریفون کے متضمن جو مسیح کے حق مین پیشگوئیان پیش کین گئین۔ وہ ہماری شرط کے موافق نہین۔ نہ یہودیون نے ان کے وہ معنے کئے جو عیسائی کرتے ہین۔ نہ حضرت مسیح نے بلکہ مسیح نے انکو صاف رد کر دیا ہے۔ چنانچہ یوحنا ۱۰۔ باب ۳۵ مین ہے۔

فریق ثانی

اسکے جواب مین ڈپٹی آتھم نے پرچہ اول ۲۴ مئی ۱۸۹۳ء مین اول کادیانی کے اس امر کو

تسلیم کرلینے پر کہ آدم کی پیدائش استقرار سے مستثنےٰ ہے خوشی ظاہر کی ہے۔ پھر (۳) کادیانی کی سوال اول کے جواب سے سکوت اختیار کرکے اسکے دوسرے سوال کے جواب مین کہا ہے کہ ہم انسانی جسم کو مسیح نہین کہتے ماسکو مظہر اللہ کہتے ہین۔ یعنے جائے ظہور اللہ۔ لہذا اسکا قائم ودائم رہنا کفارہ ہونیکے لئے ضروری نہ تھا۔ پھر (۳) اس کے تیسرے سوال کے جواب مین کہا ہے۔ انسان مین تین چیزین (جسم۔ جان۔ روح۔) علیحدہ علیحدہ ہین مسیح کا خدا یا مظہر اللہ ہونا ان ساری چیزون سے علیحدہ ہے۔ اور وہ قائم فی نفسہ ہے۔ پھر (۴) اسکی چوتھی بات کے جواب مین کہا ہے کہ مسیح کی انسانی روح قانون قدرت کے موافق پیدا نہین ہوئی۔ تاہم وہ خلقت مین مساوی ہے۔ اور ایک روح دوسری روح سے حاصل نہین ہوتی۔ پھر کیون کہا کہ مسیح کی روح مریم کی روح سے حاصل ہوئی۔ کیون نہین کہ وہ نئی مخلوق ہوئی۔ ماسوا اس کے الوہیت سے اسکو علاقہ نہین۔ ہم بارہا کہہ چکے ہین کہ مظہر اللہ ماسوا انسانیت کے ہے۔ پھر (۵) بجواب سوال پنجم کے کہا ہے۔ تثلیث ایک صورت مین ایک ہے دوسری صورت مین تین جیسے بیحدی اور بے نظیری ہے کہ انمین سے ایک مثل بیحدی قائم فی نفسہ ہے دوسری مثل بے نظیری لازم ولزوم۔ پھر (۶) بجواب سوال ششم کادیانی کے سورۂ قصص وسورۂ طٰہٰ کی جھاڑی مین سے یہ آواز آنا کہ "مین تیرا رب ہون" نقل کرکے کادیان کو شرمندہ کیا۔ پھر (۷) بجواب سوال ہفتم کادیانی اپنی غلطی کو مانکر یہ کہا ہے کہ یہ ذکر توریت مین ہے نہ قرآن مین۔ پھر (۸) بجواب سوال ہشتم کادیانی یہ اعتراف کیا کہ یہہ ہمارا استنباط واجتہاد ہے توریت مین یہ صریح الفاظ نہین ہین۔ پھر (۹) بجواب سوال نہم ودہم کادیانی کہا ہے کہ کسی نبی کے حق مین وہ الفاظ نہین کہے گئے جو مسیح کے حق مین کہے گئے ہین۔ اور زکریا و یسعیاہ و یرمیا کے ابواب مذکورہ صدر ۲۲۳ کا اعادہ کیا اور کہا۔ اور کہا یوحنا ۱۰۔ باب ۳۵ مین مسیح نے نہ تو ان پیشگویون سے انکار کیا نہ اثبات بلکہ صرف یہودیون کی دہان بندی کی

کادیانی

اس کے جواب مین کادیانی نے پرچہ ۲۴ مئی ۱۸۹۳ء مین پہلے استقرار کی وہ شرح کی جو اسکے پرچہ اول سے بصفحہ (۲۱۹) منقول ہوچکی ہے۔ پھر (۱) ڈپٹی آتھم سے اس قاعدہ کو تسلیم کرنیکو نقل

کہا ہے کہ الہام اپنی غرض آپ کرے مگر اس کے ضمن مین ایک ایسی بات ان کے ذمہ لگادی ہے۔ جو انکی کلام سابق مین پائی نہین جاتی۔ (گو اسپر ڈپٹی آتھم کا سکوت کرنا اسکا اسکو قائل بناتا ہے۔) وہ یہ کہ آپکے ترویک الہام کے لئے یہ ضروری نہین۔ کہ وہ اپنے دعاوی کو آپ دلائل عقلیہ سے ثابت کرے پھر اس بات پر انکو وہ الزام دیا ہے۔ جو اس رسالہ کے صفحہ ۲۱۵ مین کا دیانی کی کلام سے منقول ہوا ہے پھر (۳۱) انجیل یوحنا باب ۱۰۔ کی یہ اصل عبارت نقل کی ہے۔ کہ "میرا باپ جسنے انہی مجھے دیا ہے سب سے بڑا ہے۔ اور کوئی اونہین میرے باپ کے ہاتھ سے چھین نہین لے سکتا۔ مین اور باپ ایک ہین۔ تب یہودیون نے پھر پتھراؤ اٹھائے۔ کہ اسپر پتھراؤ کرین۔ یسوع نے اونہین جواب دیا کہ مین نے اپنے باپ کے بہت سے اچھے کام تمہین دکھائے ہین۔ ان مین کسی کام کے لئے تم مجھے پتھراؤ کرتے ہو۔ یہودیون نے اسی جواب دیا اور کہا کہ ہم تجھے اچھے کام کے لئے نہین بلکہ اسلئے تجھے پتھراؤ کرتے ہین کہ تو کفر کہتا ہے۔ اور انسان ہوکے اپنے تئین خدا بناتا ہے۔ یسوع نے انہین جواب دیا کیا تمہاری شریعت مین یہ نہین لکھا ہے کہ مین نے کہا تم خدا ہو جبکہ اوس نے اونہین جن کے پاس خدا کا کلام آیا۔ خدا کہا۔ اور ممکن نہین کہ کتاب باطل ہو۔ تم اسے جسے خدا نے مخصوص کیا۔ اور جہان مین بھیجا کہتے ہو۔ کہ تو کفر بکتا ہے۔ کہ مینے کہا۔ مین خدا کا بیٹا ہون ہون"۔ پھر کہا۔ اب ہر ایک منصف سمجھ سکتا ہے کہ یہودیون کا یہ اعتراض اور خیال تھا۔ کہ مسیح اپنے تئین خدا تعالے کا حقیقی بیٹا قرار دیتا ہے۔ اس کے جواب مین حضرت مسیح نے صاف لفظون مین کہدیا کہ مجھ مین کوئی بات زیادہ نہین۔ دیکھو تمہارے حقین تو خدا کا اطلاق بھی ہوا ہے اب ظاہر ہے کہ اگر حضرت مسیح درحقیقت اپنے تئین ابن اللہ جانتے تو اس بحث اور پرخاش کے وقت مردمیدان ہوکر صاف کہتے کہ مین درحقیقت ابن اللہ ہون۔ اور وہ تمام پیشگوئیان پیش کردیتے جو ڈپٹی صاحب نے پیش کی ہین۔ اور یہ کہتے کہ تم تو صرف خدا کا بیٹا کہنے پر ناراض ہوگئے ہو۔ مین تو بموجب فلان وفلان پیشگوئی قادر مطلق بھی ہون۔ خدا کا ہمتا بھی ہون۔ کونسا مرتبہ خدائی ہے۔ جو مجھ مین نہین ہے آخر مین (۳۲) کا دیانی نے کہا ہے کہ یہودیون کا اتفاق اسلئے غالب کیا گیا ہے کہ مسیح نے خود کہا ہے کہ فقیہ وفریسی موسیٰ کے گدی پر ہین۔ وہ جو کچھ تمہین ماننے کو کہین۔ وہ عمل مین لاؤ۔ لیکن ان کے کام

Digitized by Khilafat Library Rabwah.